Lesson 1: Al-Isra (Ayaat 1- 10): Day 3 سُوۡرَۃُ بَنِیۡۤ اسرآئیل / الإسرَاء کی تفسیر

یہاں پر اللہ تعالیٰ ایک اُمت کے عروج کے بعد دوسری اُمت کے زوال کے بارے میں باتیں بتائیں گے۔ اگلی آیتوں میں؛

وَاٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَجَعَلۡنٰهُ هُدًى لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِىۡ وَكِيۡلًا ؕ﴿۲﴾

ہم نے اِس سے پہلے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی اور اُسے بنی اسرائیل کے لیے ذریعہ ہدایت بنایا تھا، اِس تاکید کے ساتھ کہ میرے سوا کسی کو اپنا وکیل نہ بنانا﴿۲﴾

اور ہم نے موسیٰ علیہ سلام کو کتاب دی کونسی کتاب 'تورات' اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے باعث ہدایت بنادیا۔ یہ بنی اسرائیل کے لئے تھی کہ وہ اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں ،شریعت کے سانچے میں ڈھلیں۔ اور جب قرآن کی بات آتی ہے تو (هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَۙ) یا (هُدًى لِّلنَّاسِ) کی بات ہے۔ کیا پتا چلا کہ وہ ایک مخصوص مدتِ وقت کی بات تھی لیکن یہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے رکھ دی اُسی کتاب کا پہلا جملہ، پہلا حکم کیا تھا

اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِىۡ وَكِيۡلًا ؕ کہ نہ بنانا میرے بغیر کسی کو اپنا کارساز۔ مگر افسوس یہ ہے کہ قوم نے اسی ایک لفظ کے اوپر کتنے اور اضافے کر دیئے۔

ہر شریعت کی جو کتاب ہوتی ہے اسکا پہلا حکم یہی ہوتا ہے لا الہ الا اللہ۔

وحدانیت پہ یقین محکم رکھو۔ ہر معاملے میں اللہ کو اپنا وکیل بناؤ، حقیقی کارساز وہی ہے، اور وکیل کہتے ہیں اس کارساز کو جو حقیقی ہو اور اس کے ذمے سارے معاملات کر دیئے جائیں یعنی جس کے سپرد تمام

امور کیئے جائیں، سارا کچھ اس کو دیا جائے کہ وہ تمہارے کام کرے گا۔ اللہ تعالی نے تورات دی تھی ، تورات کے اندر ساتھ ہی بتا دیا تھا کہ دیکھو ایک نبی آئے گا تو تم اسکو مان لینا، تو تم اس کو مان لیتے، بس اتنی سی بات تھی لیکن انھوں نے اسکو ماننے کی بجائے کچھ اور ہی کرنا شروع کر دیا۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالی نے نکالا۔ فرمایا۔

ذُرِّيَّةَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبۡدًا شَكُوۡرًا ﴿۳﴾

تم اُن لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور نوحؑ ایک شکر گزار بندہ تھا

یہاں لفظ ذُرِّيَّةَ تھا لفظ حرف ندا مخضوف ہے۔ اصل میں لفظ یاذُرِّيَّةَ، تھا کہ اے اولاد ان لوگوں کی جن کو ہم نے کشتی نوح میں سوار کیا تھا۔ اصل میں یہاں سے اللہ تعالی اُمت مسلمہ کا پچھلے لوگوں کے ساتھ رابطہ جوڑ رہے ہیں کہ تم کون تھے بنی اسرائیل۔ تم پچھلی ڈوبی ہوئی نسل میں سے ہو جن کو قوم نوح میں سے بچایا گیا۔ لیکن تم نے کیا کام کرنے شروع کر دیئے؟ سورت مریم آیت نمبر (۵۸) میں بھی یہی بات آتی ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنۡ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۖ وَمِمَّنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ۖ وَّمِنۡ ذُرِّيَّةِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡرَآءِيۡلَ، یہ وہ پیغمبر ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا آدمؑ کی اولاد میں سے، اور اُن لوگوں کی نسل سے جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور ابراہیمؑ کی نسل سے اور اسرائیلؑ کی نسل سے۔

تو کیا پتا چلا کہ پچھلے بچے ہوئے لوگوں میں سے لوگ پھر دوبارہ غلط کام کرنے والے بن جاتے ہیں، جو لوگوں کو اللہ تعالی کی دی ہوئی رہنمائی سے دور کرتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ بنی اسرائیل کو یہ جو

بات کہی گئی کہ میرے سوا کسی اور کو وکیل نہ بنانا۔ یہاں پہ ان کے اس توکل سے کیا مراد تھا کہ جس کے بعد دوبارہ ان کو کہہ دیا گیا کہ ہو تو تم ان کی اولاد جن کو نوح علیہ اسلام کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔

اصل میں دیکھا جائے کہ کوئی بھی قوم عروج سے زوال کی طرف تب آتی ہے جب وہ اپنے دنیاوی اسباب کے اوپر فخر کرنے لگے اور اللہ کو پیچھے کر دے۔

جیسے کہ ٹائی ٹینک کے بارے میں مشہور ہے کہ کہا گیا کہ اسکو اللہ بھی نہیں ڈبو سکتا تو اللہ نے اس ٹائی ٹینک کو ہی اس لیئے ڈبویا کہ اللہ کو یہ بڑی بڑی باتیں اور دعوے پسند نہیں آتے۔ اس لئے ہمیشہ چھوٹی بات کیا کریں۔ ہم کچھ نہیں ہیں، ہم کچھ نہیں کر رہے، میں تو کچھ ہوں ہی نہیں کیونکہ جب ہم اپنے بارے میں باتیں بہت بڑی بڑی کرنے لگتے ہیں، لفاظی باتیں کرنے لگتے ہیں، دعوے کرنے لگتے ہیں تو اللہ کا عرش ہلانے والی بات بن جاتی ہے۔ اس لئے انسان کو اس پہ بہت سوچنا چاہیئے کہ چھوٹا ہونا ہی انسان کو بڑائی دیتا ہے۔

فرمایا مَن حَمَلۡنَا مَعَ نُوحٍ اے ان لوگوں کی اولاد جنھیں ہم نے کشتی میں سوار کرایا قوم نوح کے ساتھ إِنَّهُۥ كَانَ عَبۡدًا شَكُورًا بے شک نوح علیہ اسلام تو ایک شکر گزار بندے تھے۔

حضرت نوح علیہ سلام کا نام کیا تھا عبد الشکور۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک پانی کا گھونٹ پیتے یا ایک نوالہ بھی منہ میں ڈالتے یا کپڑا پہنتے تو دل اور زبان سے اللہ کا شکر ادا کرتے۔ اللہ کا شکر ادا کرنے والا بندہ صرف مصلے پہ بیٹھ کے تسبیح پکڑ کے اللہ کو نہیں یاد کرتا۔

یہاں اپنے بندے کا تذکرہ کرتا ہے کہ دیکھو اصل بلندیاں چاہتے ہو تو تم بھی شکور بن جاو، عبد الشکور بنو۔ اللہ نے تمہاری طرف ایک نبی بھیجا ہے، تم اس کے دشمن بننے کی بجائے اس سے فائدہ اٹھالو۔ ورنہ تمہارا کچھ بھی نہیں رہے گا۔ تمہاری تاریخ گواہ ہے کہ جب تم نے اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں کو پیچھے ڈال دیا، پس پشت ڈال دیا۔ اللہ نے تمہیں نیست و نابود کروادیا۔ اسکے بعد تھوڑے سے خلاصہ کے بعد چند آیات اکھٹی پڑھوں گی جس میں بنی اسرائیل کی تاریخ کے کچھ واقعات ہیں۔ پھر آپکو اسکی تفصیل بھی بتائی جائے گی فرمایا؛

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴﴾ پھر ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اِس بات پر بھی متنبہ کر دیا تھا کہ تم دو مرتبہ زمین میں فساد عظیم برپا کرو گے اور بڑی سرکشی دکھاؤ گے ﴿۴﴾

آگاہ کر دیا بنی اسرائیل کو کس نے (اللہ تعالی) نے قَضَيْنَآ کا لفظ ہے قضا سے ہوتا ہے۔ اشارہ کیا ہے بتا دیا (علِمنَا) یا (اخذرنا) کے معنوں میں۔ یعنی ہم نے تو بنی اسرائیل کو تو پہلے ہی بتا دیا تھا۔

کہ اگر تم اللہ کی اتنی نعمتوں کے جواب میں فتنے اور فساد ہی پھیلاؤ گے، دنیا تمہارے مظالم سے چیخنے لگے گی، تم توحید کو چھوڑ کر شرک پہ آجاؤ گے تو یاد رکھو کہ تم پر ایک دردناک قسم کا عذاب مسلط کر دیا جائے گا۔ یہ بات (فی الکتاب) میں کہی گئی تھی، اور یہ کتاب تھی تورات تھی۔ جس طرح قرآن پاک میں ہمیں پیشگوئیاں ملتی ہیں اور احادیث میں بھی ملتی ہیں کہ آنے والے دور میں یہ ہوگا، وہ ہوگا بالکل اسی طرح تورات میں بھی اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو پہلے سے ہی یہ سب کچھ بتا دیا تھا کہ تم کیا کرو گے اور کس طرح کے کام کرو گے، اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کیا کرو گے لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ تم

ضرور فساد برپا کروگے زمین پر دوبار۔ یہ جو مَرَّتَيْنِ یہ تثنیہ ہے۔ دوبار، جس طرح ہم کہتے ہیں "ایک مرتبہ یہ کیا" لفظ مرتبہ بھی اسی سے ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ تم زمین پر دوبارہ فساد کروگے۔ یعنی تمہیں تاریخ بتائی گئی کہ تم نے یہ کام کیا ہوا ہے اور تمہاری کتاب میں اس میں پہلے سے خبر تھی پھر کیا ہوگا اس کے بعد وَلَتَعْلُنَّ اور تم احکام الٰہی سے روگردانی کروگے، منہ پھروگے۔ تم اللہ کے حکموں کو نہیں مانوگے، اپنی کتابوں کو پڑھنے اور عمل کرنے کی بجائے چومنے چاٹنے والی باتیں کروگے۔ عُلُوًّا كَبِيْرًا اور تم احکام الٰہی سے بہت بڑی سرکشی کروگے۔ اور یہ اللہ تعالی کی عادت ہے سنت ہے کہ جب کوئی قوم اللہ تعالی کی کتاب کے مقابلے میں بڑی بنتی ہے، اللہ کے حکموں کو نہیں مانتی سرکشیاں دکھاتی ہے تو اللہ تعالی دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے اسی لئے آیت پانچ میں فرمایا:۔

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ أُولٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُولِىْ بَأْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ آخرکار جب اُن میں سے پہلی سرکشی کا موقع پیش آیا، تو اے بنی اسرائیل، ہم نے تمہارے مقابلے پر اپنے ایسے بندے اٹھائے جو نہایت زور آور تھے اور وہ تمہارے ملک میں گھس کر ہر طرف پھیل گئے یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہو کر ہی رہنا تھا ﴿۵﴾

پس جب آگیا پہلے وعدے کا وقت، وہ وعدہ جو تم بگاڑ پیدا کروگے، اسکے اوپر ہم تم پر بُرے حکمران مسلط کر دیں گے۔ أُولٰىهُمَا، اولیٰ سے ہے کہ جب آگیا پہلا وعدہ، ہم نے کیا کیا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ ہم نے تم پر مسلط کر دیئے اپنے چند بندے کیسے تھے وہ أُولِىْ بَأْسٍ شَدِيْدٍ بڑے کرخت تھے، لڑاکا شدید بہت سخت تھے۔ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ و پس وہ گھس گئے تمہاری آبادیوں میں۔ فَجَاسُوْ لفظ کا مطلب گھس جانا۔ جاسوس ہم بولتے ہیں اردو میں، وہ بھی اسی میں سے ہے، یعنی وہ لوگ تمہارے گھروں میں

گھس گئے اور تمہاری اینٹ سے اینٹ بجادی۔ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا پھر ہم نے کیا تم سے اپنا وعدہ پورا، یعنی جو وعدہ تھا وہ پورا ہوا۔ یہ پہلی بات ہے جو شروع میں آئی ہے لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ کہ تم دوبار زمین میں فساد پھیلاؤ گے۔ ایسے ہی ہوا، بنی اسرائیل جب تک حضرت موسیٰ علیہ سلام کے قریب کے دور میں تھی تو کچھ نہ کچھ ھدایت پہ تھیں لیکن نبی کے دنیا سے جاتے ہی وہ تورات سے دور ہو گئے۔ اللہ تعالی نے جب ان کے اندر بیگاڑ دیکھا تو 'بابل' شہر کا حکمران تھا بخت نصر؛ اس نے ان پہ حملہ کر دیا اور یہ حضرت مسیح سے تقریباً چھ سو سال پہلے ہوا۔ یروشلم میں اس نے یہودیوں کا بے دریغ قتل کیا۔ بڑی تعداد میں غلام بنایا اور یہ تب ہوا تھا جب انھوں نے اللہ کے نبی حضرت شعیاؑ کو قتل کیا ایک اور حضرت ارمیا علیہ سلام کو قید کر دیا۔ تورات کو بدل دیا اور گناہوں میں پڑ گئے۔ اللہ تعالی نے ان کے اوپر بخت نصر کو مسلط کر دیا۔ بعض نے یہاں پر جالوت کا نام بھی لیا ہے۔ ان سے معاملہ کرتے ہوئے داوٗد علیہ سلام نے جالوت کو قتل کیا تھا۔ سورت البقرہ کی آیت نمبر ۲۵۱ میں بات ہو گئی۔

جب انھوں نے نافرمانیاں کیں، ان پہ بُرا حکمران آ گیا۔ وہ ان کے گھروں میں گیا، اس نے ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور جب یہ سب ہوا تو پھر کچھ دن یہ عاجز بنے۔ قوموں کا حال یہی ہوتا ہے، جب تھوڑی پستی ہیں تو اس وقت اللہ بہت یاد آتا ہے۔ اللہ دشمن سے ان کی اینٹ سے اینٹ بجاتا ہے اور ہمیں یہ بات صحیح احادیث سے بھی ملتی ہیں کہ جب قومیں غلط کام کرتی ہیں تو اللہ تعالی ان پہ غلط لوگوں کو مسلط کر دیتا ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿٦﴾

اِس کے بعد ہم نے تمہیں اُن پر غلبے کا موقع دے دیا اور تمہیں مال اور اولاد سے مدد دی اور تمہاری تعداد پہلے سے بڑھادی ﴿٦﴾

پھر ہم نے پلٹا دیا تمہارے حق میں زمانے کی گردش کو۔ جب بخت نصر کے ہاتھوں پٹ چکے تو ذرا آنکھیں کھلیں۔ پھر نماز، روزہ، دین یاد آیا۔ جب یہ ٹھیک ہو گئے اللہ نے پھر غالب کر دیا پھر اللہ نے ان کو تھوڑی طاقت دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛ وَاَمۡدَدۡنٰكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ اور ہم نے تم کو مال اور اولاد سے مدد دی۔ وَجَعَلۡنٰكُمۡ اَكۡثَرَ نَفِيۡرًا اور بنا دیا تم کو کثیر التعداد۔ اللہ ایسے حالات بدلتا ہے کہ بخت نصر جس نے ان پہ حملہ کیا تھا وہ مر گیا۔ جو نہی اس کی موت آئی تو اس کی فوجیں کمزور ہوئیں، بابل کی سلطنت زوال پزیر ہو گئی اور اس طرح اللہ تعالی نے ان کو ایک اور موقع دیا۔ اس طریقے سے یہ لوگ تھوڑی دیر کے لئے ٹھیک ہو گئے اللہ تعالی نے ان کو کثرت دی۔ اللہ تعالی کو کسی بھی دور میں مسلمان بُرے نہیں لگتے اصل شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں اب کیا ہوا!

اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ ۚ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا ‌ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡٓءٗا ۚ وُجُوۡهَكُمۡ وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا ﴿٧﴾

دیکھو! تم نے بھلائی کی تو وہ تمہارے اپنے ہی لیے بھلائی تھی، اور برائی کی تو وہ تمہاری اپنی ذات کے لیے برائی ثابت ہوئی پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے دشمنوں کو تم پر مسلط کیا تاکہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور مسجد (بیت المقدس) میں اُسی طرح گھس جائیں جس طرح پہلے دشمن گھسے تھے اور جس چیز پر ان کا ہاتھ پڑے اُسے تباہ کر کے رکھ دیں ﴿٧﴾

اللہ تعالی نے ان کو ایک خوبصورت قانون دیا۔ اگر تم اچھے کام کرو گے تو اسکا فائدہ تمہیں پہنچے گا۔ افراد کی سطح پہ بھی قوموں کی سطح پہ بھی، اگر تم برائی کرو گے تو تمہارے ہی سر پڑے گی۔ برائی کی سزا تمہارے نفسوں کو ملے گی۔

ہم نے تم کو غلبہ کیوں دیا کیونکہ تم نے اَحۡسَنۡتُمۡ اچھے کام کئے۔ اللہ نے تم کو غلبہ دے دیا۔ فائدہ ہو گیا۔ اور بخت نصر غلبہ اس لیئے پا گیا کیوں کہ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا برے کام کئے تھے، اس لیے سزا مل گئی۔

یہاں تک پہلا وعدہ پورا ہوا۔ کچھ دن ٹھیک رہے، اچھے رہے، ہوش میں آ گئے کہ واقعی ہم غلط کام کرتے تھے تبھی تو ہماری پکڑ ہوئی۔ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جب آ گیا دوسرا وعدہ تو اور ظالم ان پر غالب آ گئے۔ کیوں؟ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوۡهَكُمۡ تا کہ غم ناک بنا دیں تمہارے چہروں کو، وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور تا کہ جبراً داخل ہو جائیں مسجد میں، جیسے وہ داخل ہوئے اس میں پہلی بار وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا اور تا کہ فنا اور برباد کر کے رکھ دیں جس پر سے بھی وہ گزریں، جہاں تک جا سکیں، جہاں پہ قابو پا سکیں۔

قوموں کی حالت بدل دی۔ یہ دوسری بات تھی۔ تھوڑے عرصہ انسان بنے رہے، کام کرتے رہے اللہ تعالی نے مدد دی، خوب پھلے پھولے۔

پھر انھوں نے حضرت زکریا علیہ سلام کو قتل کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ سلام کو قتل کرنے کی کوششیں کی۔ اللہ تعالی نے انکو تو آسمان پر اٹھا لیا۔ یاد رکھیں جب کوئی دشمنی کرنا چاہے تو اللہ اپنے بندوں کو آسمان پہ اللہ لے جاتا ہے۔ اللہ اپنے نبی کو نکال کر مکہ سے مدینہ لے گیا۔

مگر پیچھے والوں کی بڑی سختی آتی ہے، کیونکہ انھوں نے اللہ کے نبیوں کے ساتھ اچھا معاملہ نہ کیا۔ جونہی حضرت عیسیٰ علیہ سلام آسمان پہ اٹھائے گئے، اس کے بعد اس قوم میں رومن بادشاہ تھا 'ٹیٹس' اس کو مسلط کر دیا۔ اس نے یروشلم پر حملہ کر دیا اور کشتوں کے کشتے لگا دیئے۔ کئی قیدی بنائے گئے، کئی مارے گئے۔ لوٹ مار کی، ان کے مذہبی صحیفے پاؤں کے نیچے روندے گئے، بیت المقدس اور ھیکل سلمانی کو توڑ پھوڑ دیا گیا اور ہمیشہ کے لئے بیت المقدس سے جلاوطن کر دیا گیا۔ ان کی تباہی ۷۰ ہجری تک رہی۔ اللہ اکبر، اگر آج بھی یہ وہاں موجود ہیں تو پچھلے سالوں کی کہانی ہے، تب کے نکلے انھیں دوبارہ پھر موقع نہیں مل سکا تھا۔

آپ بیت المقدس کی ہسٹری پڑھ کے دیکھیں اللہ تعالی نے کہاں سے اس قوم کو اٹھایا۔ ان کو کتنی دفعہ موقع دیا، اب خود کو ٹھیک کر لو، جب انھوں نے ٹھیک کام نہ کیے، اللہ تعالی نے دوسروں کو ان پر مسلط کیا اور ان کو نکال کے پھینک دیا۔ ابھی بھی امید باقی ہے،

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿٨﴾

ہو سکتا ہے کہ اب تمہارا رب تم پر رحم کرے، لیکن اگر تم نے پھر اپنی سابق روش کا اعادہ کیا تو ہم بھی پر اپنی سزا کا اعادہ کریں گے، اور کافر نعمت لوگوں کے لیے ہم نے جہنم کو قید خانہ بنا رکھا ہے ﴿٨﴾

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ۔ قریب ہے تمہارا رب تم پہ رحم کرے وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔ اگر تم پھر پلٹو گے تو ہم بھی پلٹیں گے۔۔۔

عُدْتُّمْ عُدْنَا اس کے کئی معنی پیش کئے گئے ہیں؛

۱۔ اگر پھر سرکشی کروگے تو ہم دوسروں کو تم پر غالب کر دیں گے۔

دوسری بات یہ کہ اگر تم اللہ کے نبی کی طرف مسلمان ہو کے پلٹ آتے ہو، ہم تمہاری طرف رحمت لے کر آجائیں گے یعنی جیسا کام تم کروگے ویسے تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ اچھا کروگے تو اچھا کیا جائے گا، برا کروگے تو تمہارے ساتھ برا کیا جائے گا لیکن یہ دنیا کی کافی نہیں ہو گی۔

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا اور ہم نے کافروں کے لئے جہنم کو قید خانہ بنادیا۔ یعنی یہ دنیا کی چار دن کی زندگی پہ نہ سوچو کہ اللہ تعالی نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے۔ ایک اور اشارہ بھی یہاں پہ ملتا ہے کہ جس طرح تم نے پچھلے انبیاء کو قتل کیا، ان کو تکلیفیں دیں، اگر تم نے اللہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برا معاملہ کیا تو ہم تم پر پھر ایسا عذاب لے آئیں گے۔ مدینہ کے یہود کو یہ دھمکی مل رہی ہے کہ اگر تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچھلے انبیاء والا سلوک کیا تو پھر تم پر غلبہ آئے گا۔ اور پھر آپ دیکھئے کہ ایسا ہی ہوا۔ وہ مدینہ جس کے بے تاج بادشاہ بنے ہوئے تھے صرف دس سال کے اندر مدینہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ پہلے غزوہ بنو نضیر سے جنگ ہوئی تو وہاں سے نکلے، پھر اسکے بعد بنو قریضہ کے ساتھ غزوہ ہوا تو وہاں سے نکلے، پھر آخر میں خیبر سے بھی نکال دیئے گئے۔

حقیقت یہی ہے کہ قوموں کے عروج اور زوال کی کہانیوں میں انسانوں کو اپنے لئے نصیحت لینی چاہئے۔ اگلی دو آیتوں میں اللہ تعالی مسلمانوں کو اشارہ دے رہے ہیں۔

ان کفار اور یہود کو کہ اگر اب بچنا ہے تو ایک ہی راستہ ہے؛

اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ يَهۡدِىۡ لِلَّتِىۡ هِىَ اَقۡوَمُ وَيُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَبِيۡرًا ۙ
﴿۹﴾ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے جو لوگ اسے مان کر بھلے کام
کرنے لگیں انہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے ﴿۹﴾

یہ قرآن سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ سب راہوں سے بہتر راہ، اور وہ توحید اور اسلام کی راہ۔ قومیں تب بگڑتی ہیں جب کتاب کو چھوڑ دیتی ہیں۔ جو مانتے ہیں اللہ اُنکو خوشخبریاں بھی دیتا ہے۔ وَيُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ خوشخبریاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو نیک عمل کرتے ہیں۔ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَبِيۡرًا اُنکے لیے اجر ہے بہت بڑا۔ اور جو نہیں کرتے اُنکا انجام؛

وَّاَنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۰﴾ اور جو لوگ آخرت کو نہ مانیں انہیں
یہ خبر دیتا ہے کہ ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے ﴿۱۰﴾

یہاں یہ اصل میں مضمون پورا ہوتا ہے۔

پہلی آیت سے یہاں تک اگر ہم پورا سبق دیکھ لیں تو امت مسلمہ کو دِکھا دیا کہ اب تم اُبھرنے والے ہو اور اُن کو (بنی اسرائیل) کو دِکھا دیا کہ اب تم بکھرنے والے ہو۔ تم نے اپنی قابلیت ضائع کر دی۔ اب ہم تم کو ہٹا کر مسلمانوں کو لانے والے ہیں۔ لہٰذا اب بھی پلٹنا چاہتے ہو تو یہ نبی ﷺ موجود ہیں، ان کے ساتھ اچھا کام کرو اچھا معاملہ کرو۔

یہاں تک ہم ساری آیتوں کو سن کے عمل کے لئے کچھ باتیں چنیں گے کیونکہ یہ آیتیں ایسی تھیں کہ ان کے درمیان رک نہیں سکتے تھے ورنہ معنی پورا سمجھ نہیں آتا۔